

## رہبر معظم کا عید غدیر خم کے موقع پر عوام کے مختلف طبقات سے خطاب - 2007 / Dec / 29

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تمام مومنین، دنیا بھر کے مسلمانوں اور ان آزاد لوگوں کو عید سعید غدیر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں جو ان فضائل و کمالات کے دلدادہ ہیں جو ہمیں صرف امیر المومنین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ اسی کے ساتھ میں پوری ایرانی قوم، اس پر خلوص نشست میں شریک آپ تمام حاضرین کرام اور کاشان کی عزیز اور مومن عوام کو خاص طور سے اس عید سعید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پیارے بھائیو اور بیٹو! غدیر کئی لحاظ قابل توجہ اور اہم ہے۔ یہ تصور نہیں ہونا چاہئے کہ عید غدیر بھی باقی عیدوں کی طرح ایک عام سی عید ہے اگرچہ ہر اسلامی عید کا ایک ظاہری اور علامتی پہلو ہے اور ایک باطنی اور معنوی! لیکن عید غدیر جیسا باطنی اور معنوی پہلو کسی کا نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں ایک رخ تو یہ ہے کہ اسلام کس سمت اور کس رخ سے آگے بڑھے گا یہ ہمارے اعتقاد سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت کا پہلو ہے اور دوسرا رخ مسئلہ امامت پر اعتقاد اور امام (ع) کے پیغمبر اسلام (ص) یا حقیقت میں خدا کی طرف سے منصوب ہونے کا ہے اگر مسلمان تحقیقی نظر سے اس واقعہ کو دیکھیں تو تصدیق کریں گے کہ پیغمبر (ص) نے اس کار عظیم یعنی حج سے واپسی کے موقع پر راستہ میں، ایک صحرا میں، اپنی زندگی کے آخری سال میں، ان مقدمات و موخرات کے ساتھ امیر المومنین کا نام لینے اور "من کنت مولاه فہذا علی مولاه" کہہ کے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا تعارف کرانے کے معنی، پیغمبر (ص) کے بعد، اسلام کی ولایت و حکومت کی تعیین کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتے تاریخ گواہ ہے کہ عالم اسلام کے محققین نے اس واقعہ اور پیغمبر (ص) کی اس عبارت کے یہی معنی درک کئے اور سمجھے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں حکومت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسلامی معاشرہ پر ایک ایسی حکومت قائم ہو جائے جو حکومتی امور اور لوگوں کی زندگی نظم و ضبط سے چلانے کی اہل ہو۔ اسلام کی نظر میں صرف اتنی سی بات نہیں ہے بلکہ اسلام میں حکومت کا مطلب امامت ہے۔

امامت کا مطلب جسم و روح دونوں کی قیادت ہے صرف جسمانی قیادت اور لوگوں کی معمولی روزمرہ زندگی چلانا مراد نہیں بلکہ دلوں کی قیادت، قلب و روح کو کمال تک پہنچانا اور افکار اور روحانیت کو اعلیٰ درجات تک لے جانا مراد ہے امامت کا یہ مطلب ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے! دیگر مذاہب میں بھی یہ بات رہی ہے لیکن اس وقت دیگر مذاہب کی کوئی بھی قابل اعتبار چیز انسانوں کے پاس نہیں ہے مگر اسلام کے پاس واضح سند موجود ہے۔

اسلام کی تحریک اور دیگر تحریکوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام کا وجود انسانی زندگی کی قیادت کے لئے ہے اسلام دنیا اور آخرت دونوں ہی کی تعمیر چاہتا ہے لوگوں کی روزمرہ زندگی کے انتظام و انصرام کے ساتھ ساتھ انسان کی کمال حقیقی تک رسائی بھی اپنے ذمہ لیتا ہے۔ امامت کے یہی معنی ہیں اور اس لحاظ سے خود پیغمبر اکرم (ص) بھی امام تھے ایک روایت میں ہے کہ امام باقر (علیہ السلام) نے منی میں لوگوں کے درمیان بلند آواز سے فرمایا: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کان هو الامام" پیغمبر بھی امام تھے۔

امامت یعنی لوگوں کی زندگی میں دین و دنیا کی حکومت! یہ حال یہ اس واقعہ کا ایک رخ ہے یعنی اعتقادی رخ! اور شیعہ اس درخشاں چراغ اور اس واضح منطق کے ذریعہ صدیوں سے انصاف پسند متلاشیان حق کیلئے حق و حقانیت کا اثبات کرتے آئے ہیں۔

تمام ترمشکلات رکاوٹوں اور دباؤ کے باوجود جو شیعہ خود کو باقی رکھ سکے ہیں اس کی وجہ اسی واضح اور مضبوط منطق کی پشتپناہی اور اس پر انحصار ہے اگر یہ منطق نہ ہوتی تو شیعہ بکھر کر ختم ہو جاتے یہ بہت مضبوط منطق ہے۔

واقعہ کا دوسرا رخ اس شخصیت کے معنوی فضائل و کمالات پر توجہ ہے جسے پیغمبر نے اپنے بعد (خلیفہ و امام) معین کیا ہے یعنی امیر المومنین (علیہ السلام) کے فضائل و کمالات پر توجہ جنہیں پیغمبر (ص) نے عہدہ امامت کیلئے منتخب کیا ہے ایک عام انسان کسی شخص کے کمالات کے تمام پہلوؤں کا اندازہ لگانا چاہے تو یہ اس کے بس سے باہر ہے اس کے لئے الہی اور مافوق بشری حساب کتاب کی ضرورت ہے اب اسی قسم کے حساب کتاب کے ذریعہ پیغمبر اکرم (ص) نے امیر المومنین (علیہ السلام) کو اس منصب اور مقام کے اہل قرار دیا ہے۔

جب تک زمانہ ہے تب تک اسلام کی حکومت رہے گی مختلف افراد اپنی مختلف صلاحیتوں کے ساتھ حکومت تشکیل دیں گے اسلام کے شروع ہی میں یہ بات طے تھی لہذا اس حکومت کا سرچشمہ جس شخص کے حوالہ کیا جائے اور پوری تاریخ اس سے سیراب ہوتی رہے ضروری تھا کہ وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی منزلت کا ہو! یہ سرچشمہ کسی عام انسان کو نہیں سونپا جاسکتا تھا۔ تو سرچشمہ امیر المومنین (علیہ السلام) کے پاس ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ائمہ (علیہم السلام) بھی (اگرچہ اسی منصب پر فائز تھے لیکن انہیں حکومت کا موقع نہیں دیا گیا) امیر المومنین کو نگاہ عظمت سے دیکھتے تھے ائمہ طاہرین (علیہم السلام) امیر المومنین (علیہ السلام) کو آسمان امامت کا سورج اور خود کو ستارہ سمجھتے تھے۔ امیر المومنین (علیہ السلام) ان سے افضل تھے۔ امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کی اس قدر فضیلت کے باوجود پیغمبر (ص) نے فرمایا: "وابوہما افضل منہما" امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) سے ان کے پیدرگرمی زیادہ افضل ہیں یہ ہے امیر المومنین (علیہ السلام) کا مقام!

لہذا ہم خدا کے بر گزیدہ بندوں کیلئے جن فضائل و کمالات کے قائل ہیں وہ سب امیرالمومنین ( علیہ الصلاۃ والسلام) میں موجود تھے اسی لئے پیغمبر ( ص) نے اس منصب کے لئے ان کا انتخاب کیا۔ یہ دوسرا پہلو ہے جس میں امیرالمومنین ( علیہ السلام) کے فضائل و کمالات کی طرف توجہ ہے۔

غدیر کا ایک اور پہلو جو ہمارے لئے اس دور میں بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ کیلئے امیرالمومنین ( علیہ السلام) کی شخصیت اور جو سماج وہ تشکیل دینا چاہتے تھے نمونہ قرار پانا چاہئے ہمارا آئیڈیل یہ ہے لہذا ہمیں اسی نمونہ عمل کے مطابق عمل کرنا چاہئے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تاریخ میں کچھ ایسے لوگ بھی وجود میں آسکتے ہیں جو امیرالمومنین کے ہم پلہ ہوں یا ان سے تھوڑا نچلے درجہ پر فائز ہوں نہیں، یہ مطلب نہیں ہے ہمارے بزرگ ہمارے علماء ہماری ممتاز شخصیات امیرالمومنین ( علیہ السلام) کے غلام قنبر کے ہم پلہ نہیں ہیں امیرالمومنین ( علیہ السلام) کے قدموں کی دھول بھی نہیں بن سکتے یہ حضرات! ہم کسی بھی شخص کا اس ذات گرامی کے ساتھ موازنہ نہیں کر سکتے ہم ایسا نہیں کر سکتے لیکن کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں نمونہ عمل بنا کر عمل کر سکتے ہیں۔

جب طالب علم کو مشق کے لئے نمونہ دیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بھر صورت وہی تحریر اور وہی نقش و نگار اختیار کر لے، نہیں بلکہ اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ تمہیں اس طرح لکھنا ہے اس سمت میں حرکت کرنا ہے تمہارا ہدف یہ ہونا چاہئے اور اسی لحاظ سے تمہیں کوشش کرنا چاہئے اس وقت ہمارے اسلامی معاشرہ کی کوشش وہ کام ہونے چاہئیں جنہیں امیرالمومنین ( علیہ السلام) انجام دینا چاہتے تھے اور جب موقع ملا تو انہیں انجام دیا آپ دیکھئے کہ امیرالمومنین ( علیہ السلام) جو نظام تشکیل دینا چاہتے تھے اس کی بنیادیں کیا تھیں ہم انہیں بنیادوں کو مد نظر رکھ کر آگے بڑھائیں۔

عدل، اخلاق و توحید، کام میں خدا کو مد نظر رکھنا، سماج کی تمام اکائیوں کو مہربان نظر سے دیکھنا! امیرالمومنین ( علیہ السلام) اپنے گورنر سے فرماتے ہیں: لوگ یا تمہارے دینی بھائی ہیں یا انسانیت کے لحاظ سے تمہاری ہی جنس سے ہیں آپ ملاحظہ کیجئے کہ اس نگاہ میں کتنی وسعت ہے انسانی اکائیاں! انسان ( جو انسان امیرالمومنین ( علیہ السلام) بنانا چاہتے ہیں) کی تمام انسانی اکائیوں پر مہربان نظر اس طرح کی ہوتی ہے! مہربان نظر!

اس کے بعد گناہ، خلاف ورزی اور خیانت پر سخت اور دو ٹوک کاروائی! امیرالمومنین ( علیہ السلام) اپنے نہایت قریبی افراد کی طرف سے بھی خلاف ورزی، خیانت اور دین خدا سے انحراف برداشت نہیں کرتے تھے مہربانی اپنی جگہ اور دو ٹوک قانونی کاروائی اپنی جگہ! امیرالمومنین ( علیہ السلام) کا یہ طریقہ کار تھا اور یہی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے ممکن ہے ہم اس ہدف تک پہنچنے کے سلسلہ میں دوسرے تیسرے درجہ سے ہی آگے نہ بڑھ پائیں اگر مثلاً دس درجہ ہوں تو! لیکن اسی راہ پر چلنا ضروری ہے ہمارا ہدف یہی ہو! غدیر کا یہ مطلب ہے! ہم غدیر کو جو زندہ رکھنا

چاہتے ہیں یہ صرف عقیدتی اور امیرالمومنین ( علیہ السلام) کی فضیلت کے لحاظ سے نہیں ہے اس کی بھی بہت اہمیت ہے ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارا سماج علوی سماج ہے ہماری تمنا ہے کہ ہم بھی اس سماج میں شامل ہو جائیں جو امیرالمومنین ( علیہ السلام) تشکیل دینا چاہتے تھے لہذا ہمیں ان بنیادوں کی رعایت کرنا ہوگی۔

اس واقعہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ امیرالمومنین ( علیہ السلام) نے اپنی تمام تر فضیلت کے باوجود، اپنے اس حق امامت کے اس قدر واضح ہونے کے باوجود جو انہیں پیغمبر ( ص) اور خدا نے عطا کیا تھا جب دیکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ کمزور ہے اگر وہ اپنے حق کیلئے قیام کرتے ہیں، اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں تو ممکن ہے اسلام خطرہ میں پڑ جائے تو گوشہ نشین ہوجاتے ہیں یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کہ آپ صرف الگ ہو کر بیٹھ ہی نہیں گئے یعنی یہ نہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہ ہو اس وجہ سے اپنے حق کا صرف مطالبہ نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ تعاون بھی کیا جو ان کی نظر میں منصب حق کے اہل نہیں تھے اور اسلامی معاشرہ پر حکومت کر رہے تھے آپ نے جب دیکھا کہ اسلام کو اس چیز کی ضرورت ہے تو آپ نے اپنا حق قربان کیا یہ ایک اور سبق ہے ( غدیر کا) یہ علوی سبق ہے۔

اس وقت دنیائے اسلام میں ہماری منطق قوی ترین منطق ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے شیعوں کی منطق امامت و ولایت کی منطق ہمیشہ اور بدور میں ایک قوی ترین منطق رہی ہے لیکن اس کے باوجود کہ ہم اپنی اس منطق اور رفتار و گفتار پر مکمل یقین رکھتے ہیں ( پرچم اسلام اس وقت ایران کے ہاتھ میں ہے) عالم اسلام کے تمام بھائیوں کو خواہ کسی بھی فرقہ و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اتحاد اور اخوت کی دعوت دیتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ اختلاف پیدا ہو دوسروں کی نفی کر کے خود کو ثابت نہیں کرنا چاہتے یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے اور یہی اسلامی یکجہتی سے مراد ہے جس کا ذکر ہم نے اس سال کے آغاز میں کیا تھا یہ عین وہی دروازہ ہے جہاں سے دشمنان اسلام دراندازی کر کے امت مسلمہ کو زیادہ کمزور کرنا چاہتے ہیں سالہا سال تک انہوں نے عالم اسلام اور مسلمان حکومتوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اسلامی دنیا کے اندر جو دل چاہا کیا مسلم علاقوں میں جو چاہا انجام دیا اب جب مسلم اقوام بیدار ہو چکی ہیں اور عالم اسلام کے ایک حصہ یعنی اسلامی ایران میں عوام کی موجودگی اور اقتدار کے ذریعہ اتنی عظمت و سربلندی ملی ہے اور دوسری اقوام بھی روز بروز بیدار ہوتی جا رہی ہیں تو استکبار یعنی وہی ابدی دشمن پھر سے پوری ذلت کے ساتھ اسلامی دنیا کے اندر اختلاف کا وائرس پھیلانا چاہتا ہے، اختلافات میں شدت لانا چاہتا ہے اس کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے یہ بھی غدیر کا ایک سبق ہے یہ بھی امیرالمومنین ( علیہ السلام) کا ایک درس ہے۔

جن لوگوں نے اسی وقت امیرالمومنین ( علیہ السلام) کے پاس آکر کہا کہ یا علی ( ع) حق آپ کے ساتھ ہے ہم یہ کریں گے وہ کریں گے آپ کی حمایت کریں گے آپ ان کے دباؤ میں مت آئیے امیرالمومنین ( علیہ السلام) نے سب کو واپس کر دیا اور اگر قیام کرنا چاہتے اپنے حق کا دفاع کرنا چاہتے تو انہیں کسی کی ضرورت بھی نہیں تھی ( اکیلے ہی کافی تھے) لیکن آپ نے دیکھا کہ اسلامی معاشرہ اس اختلاف اور ٹکراؤ کو برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتا لہذا آپ الگ بٹ گئے یہ بھی ہمارے لئے ایک سبق ہے۔

اختلافات کو پھر سے ہوا نہیں ملنی چاہئے، ان میں تازگی نہیں آنی چاہئے اسلامی فرقوں کو ایک دوسرے کے مقدسات جو کہ ہر فرقہ کے لئے حساس ہیں کی توہین نہیں کرنی چاہئے۔ طے ہے کہ حساس پوائنٹ پر انگلی رکھنے اور اسے چھیڑنے سے دوسرے کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور پھر اس کا نتیجہ پوری دنیائے اسلام کے اختلاف کی صورت میں نکلتا ہے ہمارا یہ کہنا ہے کہ اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

اس سال ہم نے حج کے موقع پر بھی حجاج کرام کو یہی پیغام دیا ہم نے کہا کہ عالم اسلام کے ہر ہمدرد کا یہی کہنا ہے کہ اسلامی فرقے ایک دوسرے کو چھیڑنے، ایک دوسرے کے جذبات بھڑکانے اور آپس میں دشمنی پیدا کرنے سے پرہیز کریں اس وقت ایک بڑا دشمن سامنے ہے جو نہ سنی ہے نہ شیعہ اور نہ ہی کسی اور اسلامی فرقہ سے متعلق رکھتا ہے وہ شیعوں کے پاس جا کے کچھ کہتا ہے، سنیوں کے پاس جاتا ہے تو کچھ اور کہتا ہے اور یہ سب کر کے ان کے درمیان اختلاف اور لڑائی جھگڑا بنانا چاہتا ہے اس دشمن سے بچ کے رہنے کی ضرورت ہے۔

ایرانی قوم خدا کی توفیق سے ستائیس، اٹھائیس سال سے اس سرزمین پر اسلامی پرچم لہرا رہی ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے استکباری سازشوں کے جواب میں وہ طریقہ اپنایا ہے کہ استکبار ایرانی قوم کے مقابلہ میں اپنی ہر چال میں ناکام ہوا ہے۔

ان ستائیس، اٹھائیس سال کے اندر اسلامی جمہوریہ کے خلاف استکباری سازشوں کی فہرست بنائی جائے تو بلا استثنا ان سب میں بڑے بڑے دعوے کرنے والے مغروروں ہی کی شکست ہوئی ہے ہمارا کوئی دعویٰ نہیں تھا لیکن ہم اپنی مسلمان عوام کے ایمان، خدا پر توکل اور اپنی میدان میں موجودگی کی برکت سے اور اس بات کی برکت سے کہ ہم صرف اپنی ذمہ داری پوری کرنا چاہتے تھے ہمیں ہر مسئلہ میں شور شرابہ کرنے والی استکباری مشینری پر برتری ملی یہ لوگ انواع و اقسام کے اختلافات پھیلانا چاہتے تھے لیکن ناکام رہے ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

میرے عزیزو! اسی راہ پر چلتے رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے دشمن سے غافل نہ ہوں ہر مسئلہ میں ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایک دشمن ہے جو ہماری غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے یہ طریقہ ہمیں قرآن کریم سکھا رہا ہے آپ ملاحظہ کیجئے کہ قرآن مجید میں کتنی بار شیطان کا نام آیا ہے ایک بار کہہ دیا جاتا کہ ایک شیطان ہے تو بات ختم ہو جاتی لیکن یہ بار بار تذکرہ اس لئے ہے کہ انسان اپنی زندگی میں (جو کہ چیلنج اور جنگ سے بھری ہے) کبھی بھول نہ جائے کہ اس کا ایک دشمن ہے اور ممکن ہے وہ نقصان پہنچائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ: ہم دشمن سے غافل نہ ہوں خدا ہمارا مددگار ہے یہ ذہن میں رہے میدان میں حاضر رہنے کی ذمہ داری سے غافل نہ ہوں یہ نہایت اہم اور مؤثر ہے۔

كچھ عرصہ بعد انتخابات بين انتخابات كے سلسلہ ميں انشا اللہ ميں ايراني قوم كو كچھ تاكيدات كرون گا يہ بهي نہايت اہم موڑ ہے يہاں پرايراني قوم كو ہوشيار بننے كي ضرورت ہے ياد رہے كہ يہ بهي ايسا ہی امتحان، ايسا ہی ايك موقع اور ايسا ہی ايك موڑ ہے جہاں دشمن ہماري غفلت سے فائدہ اٹھا كر ہم ميں نقصان پہنچا سكتا ہے البتہ خداوند متعال ہميشہ شجاع، فداكار اور با وفا ايراني قوم كا مددگار رہا ہے اور اميد ہے كہ آئندہ بهي وہ انشا اللہ ہر مرحلہ ميں عزيز ايراني قوم كي مدد كرے گا۔

پروردگار انشا اللہ اس عيد كو پوري ايراني قوم كے لئے مبارك قرار دے اور اپنے بلند اسلامي اہداف سے قريب ہونے كو ايراني قوم كي عيدي قرار دے۔

والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته